نقد و نظر

مولانا برق التوحیدی

عورت کی گواہی

بہ سلسلہ تعزیرات اسلام

چند دن ہوئے ترجمان القرآن (بابت ذیقعدہ ۱۳۹۷ھ) نظر سے گذرا جس میں "تعزیراتِ اسلام" کے عنوان سے مولانا بشیر احمد صاحب قاضی کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جو خاصہ فکر انگیز ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اب دستور و آئین اور قوانین و تعزیرات پر کھل کر کام ہونا بھی چاہیئے تاکہ وہ تمام اندھیرے چھٹ جائیں جو "خوئے بد" کے لئے وجہ سہارا رہے ہیں۔ اور اس سلسلے میں جن اختلافات سے انہوں نے ناجائز فائدہ اٹھائے ہیں۔ ان کا بھی مداوی ہو جائے!

قاضی صاحب موصوف کا یہ مضمون دراصل ان کی اس کتاب کا ایک باب ہے جو عدالتوں کی سہولت کے لئے انہوں نے "مجموعہ تعزیراتِ اسلام" کے نام سے نئی طرز پر دفعہ بندی کی شکل میں مرتب کیا ہے۔ اس مجموعہ کی تیاری میں انہوں نے کن امور کو ملحوظ رکھا ہے؟ بقول ان کے یہ ہیں:

(۱) معتمد اور مشہور کتابوں پر اعتماد کیا گیا ہے۔

(۲) مفتی بہ قول کو دفعہ کی عبارت میں ذکر کیا گیا اور ائمہ کے اختلافات کو اس دفعہ کے ذیل میں تشریح کے عنوان سے بیان کر دیا گیا ہے۔

(۳) حنفی مسلک کو دفعہ کی بنیاد بنایا گیا ہے اور باقی ائمہ کے مسلک کو اس کے ذیل میں بیان کر دیا گیا ہے (ترجمان القرآن ص ۱۳ ماہ نومبر ۱۹۷۷ء)

معتمد کتب:۔ معتمد کتب سے اُن کی کیا مراد ہے؟ اور اس کے لئے انہوں نے کونسا معیار ملحوظ رکھا ہے؟ قاضی صاحب نے اس کا ذکر نہیں فرمایا۔

مفتی بہ قول:۔ اگر دفعہ کی بنیاد حنفی مسلک کو بنایا گیا ہے تو مفتی بہ قول کے کچھ معنے نہیں رہتے۔ اگر اختلاف ائمہ سے مراد ائمہ اربعہ کے بجائے حنفی علماء ہی ہیں تو پھر بات گھر کی گھر میں ہی رہی۔

حنفی مسلک دفعہ کی بنیاد ہے:۔ اس سے تو بہتر حنبلی مکتب فکر تھا۔ کیونکہ وہ اقرب الی الحدیث بھی ہے اور ان سب سے متاخر بھی۔ حنفی ائمہ کا دور تدوین حدیث سے پہلے کا دور ہے۔ اس لئے ان کے ہاں

رائے و قیاس سے زیادہ کام لیا گیا ہے۔ کیونکہ مجبوری تھی۔

عورت کی گواہی: قاضی صاحب کا خیال ہے کہ: مقدمات میں تو عورتوں کی گواہی قبول ہو گی مگر حدود اللہ میں نہیں۔

مثلاً عام مقدمات کے ثبوت کے لئے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کو کافی سمجھا گیا ہے مگر حدود اللہ میں عورتوں کی گواہی کو سرے سے قبول ہی نہیں کیا گیا۔ (ترجمان ص۱۲)

ہمارے نزدیک یہ بات بالکل محل نظر ہے۔ کیونکہ اس استثناء کی دلیل کوئی نہیں اور اس سلسلے میں جو روایت (مصنف السنہ) بیان کی جاتی ہے منقطع ہونے کے علاوہ اسمٰعیل بن عیاش اور حجاج بن ارطاۃ کی وجہ سے ضعیف بھی ہے۔ باقی رہے تابعین کے اقوال؟ سو وہ قرآن و حدیث کے مقابلے کی چیز نہیں ہے۔ خاصکر جب ان کے برعکس تابعین کے اقوال بھی مل جاتے ہوں۔ مثلاً حضرت عطا بن ابی رباح کا ارشاد:

لو شہد عندی ثمان نسوۃ علی امرأۃ بالزنا لرجمتہا (محلی) وفی روایت عنہ: تجوز شہادۃ النساء مع الرجال فی کل شیئ وتجوز علی الزنا امرأتان مع ثلاث رجال (مصنف عبدالرزاق ص۳۳۱)

امام زہری فرماتے ہیں:

تجوز شہادۃ النساء علی القتل اذا کان معھن رجل واحد (عبدالرزاق)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایسا ہی ایک فیصلہ کیا تھا کہ ایک عورت نے ایک بچہ کو روند کر ہلاک کر دیا تو حضرت علیؓ نے عورتوں کی شہادت قبول کر لی اس کے لئے عورت کو دیت دینے کا حکم دیا تھا (محلی)۔

اصل اصول یہ ہے کہ گواہ عادل ہو، فسق اور کبائر کا مرتکب نہ ہو فاشہدوا ذوی عدل منکم (قرآن)

اِنْ جَاءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا (قرآن)

فقہاء نے بھی اس کی تصریح کی ہے:

والذی بنی علیہ امر الشہادۃ اشیاء ثلثۃ احدھا العدالۃ والاخر نفی التھمۃ وان کان عدلا والثالث التیقظ والحفظ وقلۃ الغفلۃ (احکام القرآن ص۵۹۸)

ہاں ناقصات العقل والدین کی بنیاد پر یہ ضرور ہوا ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر شمار کی گئی ہے جو کمی تھی دو سے پوری ہو گئی۔ ایک ایک دو گیارہ۔

حضرت ابن عمرؓ کا ارشاد ہے کہ دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کے برابر ہے۔ شہادۃ امرأتین

تعدل شہادۃ رجل (مسلم)

حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے کہ گواہ عادل ہونا چاہیئے:

المسلمون عدول بعضهم على بعض الا مجربا عليه شهادة زور او مجلودا في حد۔

صحابہؓ سے حضورؐ نے فرمایا کہ کیا ایک عورت کی گواہی مرد کی نصف شہادت کے برابر نہیں ہوتی؟

ہم نے کہا ہاں

أليس شهادة المرأة مثل نصف شهادة الرجل قلنا بلى يا رسول الله (الحديث)

بہر حال عورت کی گواہی ہر مقدمہ میں قبول ہو سکتی ہے۔ صرف نصاب کا خیال رکھا جا سکتا ہے۔

امام ابن حزمؒ نے اس پر تفصیلی تبصرہ اور تنقید کی ہے ملاحظہ ہو (محلی ص ۴/۹)

اقسام حد۔ قاضی صاحب نے حد کی پانچ اقسام بیان کی ہیں۔ حالانکہ محاربت اور ارتداد بھی قابل حد جرائم ہیں

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیۡنَ یُحَارِبُوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَیَسۡعَوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ فَسَادًا اَنۡ یُّقَتَّلُوۡۤا اَوۡ یُصَلَّبُوۡۤا

اَوۡ تُقَطَّعَ اَیۡدِیۡهِمۡ وَاَرۡجُلُهُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ اَوۡ یُنۡفَوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ (المائدہ: ۳۳)

یہی کیفیت ارتداد کی ہے۔ احادیث میں اس کی پوری تفصیل ملتی ہے۔ (جاری ہے)

تیسیر الباری

ترجمہ و شرح صحیح البخاری

(از علامہ وحید الزمان رحمۃ اللہ علیہ)

اردو زبان میں صحیح البخاری کی یہ سب سے بڑی شرح ہے۔ ہر حدیث کے مقابل مطلب خیز با محاورہ ترجمہ ہیں مطالب کتاب کو اس طرح سے بیان کیا گیا ہے کہ ترجمہ، ترجمہ معلوم نہیں ہوتا اور حدیث کا مطلب خوب ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ ساتھ ہی ہر حدیث کی شرح بھی معتبر شروح مثلاً فتح الباری کرمانی، عینی اور قسطلانی وغیرہ سے مرتب کر کے لکھی گئی ہے اور مذاہب مجتہدین بھی ہر مسئلہ میں بیان کر دیئے گئے ہیں — اعلیٰ مجلد رنگین سنہری ڈائی دار، علاوہ ازیں عربی، اردو ملکی غیر ملکی دینی کتابیں خریدنے اور بیچنے کے لئے ہمیں یاد فرمادیں:

مینجر رحمانیہ دارالکتب امین پور بازار فیصل آباد